درسِ قرآن
محمد احمد حافظ

حلال کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. (البقرہ ۱۷۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو رزق دیا ہم نے تمہیں اور شکر ادا کرو اللہ کا اگر تم اسی کے بندے ہو۔

تفسیر

اس حکم میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے صیغے سے اہل ایمان کو پکارا ہے۔ اس آیت سے قبل عام خطاب کیا گیا تھا: ''يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا. (البقرہ) (اے لوگو! کھاؤ زمین کی پاکیزہ چیزیں) اور پر جس آیت میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے حلال رزق کھانے کا حکم دیا گیا ہے اس سے اگلی آیت میں چند محرمات کا ذکر بھی ہے۔ جس میں مردار، خنزیر اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے گئے حلال جانور کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ یہ سب حرام ہے، یہ اس لیے کہا گیا تا کہ مؤمنین حلال اور حرام میں امتیاز کر سکیں۔

حلال اور حرام کا امتیاز کیوں؟

کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کی اصل حکمت تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کیوں کہ وہی مخلوقات کو پیدا کرنے والے ہیں اور انہی کے علم میں ہے کہ کس چیز میں خرابی یا اچھائی ہے۔ ہر صاحب ایمان کے لئے تو یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دیا ہے تو اسے حق جان کر قبول کر لے اور حکمتیں نہ تلاش کرتا پھرے، ہاں ظاہری حکمت کے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے اور یہ بات تو انسانی تجربے سے بھی ثابت ہے کہ خراب اشیاء کی تاثیر خراب ہوتی ہے جبکہ پاکیزہ اشیاء کی تاثیر اچھی ہوتی ہے۔ چوں کہ یہ بات ہر انسان کے بس کی نہیں کہ وہ اچھے برے میں تمیز کر سکے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام کی ایک حد امتیاز مقرر کر دی تا کہ انسان گندی چیزوں کے استعمال سے بچ جائے اور پاکیزہ وطیّب چیزوں کو استعمال کرے۔ گندی چیزوں کو اس لئے حرام قرار دیا گیا ہے کہ ان چیزوں کے استعمال سے اخلاق رذیلہ پیدا ہوتے ہیں، سرکشی ونافرمانی انسان کے دل ودماغ میں گھر کرنے لگتی ہے، اطاعت وبندگی اور قبول حق کی استعداد ختم ہو جاتی ہے۔ دیکھ لیجئے جو لوگ شراب نوشی کرتے ہیں خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں، حلال وحرام میں کوئی امتیاز نہیں رکھتے ان کے اخلاق کس قدر گندے اور بدبودار ہیں، اسی طرح کیڑوں مکوڑوں، چھپکلیوں اور بندروں کو کھانے والی قومیں بندروں جیسی ہی حرکتیں کرتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں حلال، پاکیزہ وطیّب رزق کے استعمال سے انسان کے دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے، اخلاق عالیہ کی پرورش ہوتی ہے، اطاعت وبندگی کا مبارک جذبہ پیدا ہوتا ہے، چناں چہ یہاں جو فرمایا گیا ہے کہ ''اے

ایمان والو! پاکیزہ رزق سے کھاؤ'' تو اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ ان کے ایمان کی سلامتی نہ صرف برقرار رہے بلکہ اس میں مزید درمزید ترقی ہوتی رہے اور اس سے پہلے جو کہا گیا ہے **یاایھاالناس کلوا مما فی الارض** الخ یہ خطاب عام ہے اگر کافر مخاطب ہوں تو مطلب ہوگا کہ اپنے کھانے پینے کو پاکیزہ بناؤ تاکہ تم میں قبول حق کی استعداد پیدا ہو اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور وفکر کر کے سیدھے راستے کو اختیار کرسکو۔

حرام کھانے کا وبال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت: ''**یاایھاالناس کلوا مما فی الأرض حلالاً طیباً** الخ'' نازل ہوئی تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنادے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے کھانے کو پاکیزہ بنالو مستجاب الدعوات ہوجاؤ گے، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی آدمی اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کے نیک اعمال قبول نہیں ہوتے اور جس بندے کا گوشت (جسم) حرام کمائی اور سود سے پرورش پائے اس کے لئے (دوزخ) کی آگ زیادہ بہتر ہے۔'' (صفوۃ التفاسیر) اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ذکر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہیں اور پاکیزگی کے سوا کچھ بھی قبول نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو بھی اسی طرح کا حکم دیا ہے جس طرح (انبیاء و) رُسل کو فرمایا: ''اے (ہمارے) رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو بے شک میں زیادہ بہتر جانتا ہوں جو کچھ تم کرتے ہو۔'' اور (مؤمنین کو حکم دیا) ''اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو رزق دیا ہم نے تمہیں'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا کہ بہت سے طویل السفر پریشان حال لوگ اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور یارب، یارب پکارتے ہیں مگر ان کا کھانا حرام، ان کا پینا حرام، ان کا لباس حرام، غذا ان کی حرام تو ان کی دعاء کیسے قبول ہوسکتی ہے؟ (تفسیر قرطبی) آج ذرا ہم لوگ اپنے حال پر غور کریں، دنیا بھر کی ساری ذلتیں ہمارا مقدر بنی ہوئی ہیں، مصائب وآلام اور کلفتیں گویا ہمارے لئے ہی وجود میں آئی ہیں، ہم دعائیں کرتے ہیں، اللہ کے حضور گڑگڑاتے ہیں، روتے ہیں مگر کیا ہے کہ دعائیں قبول نہیں ہورہیں اس کی وجوہات صاف ظاہر ہیں کہ بحیثیت مجموعی ہم لوگ حرام کی دلدل میں سرتاپا دھنسے ہوئے ہیں، سودخوری، رشوت ستانی، قماربازی، سٹہ، جوا، چھینا جھپٹی، چوری، ڈاکہ، فرائض میں کوتاہی، لگتا ہے' یہ ہمارے مزاج کا حصہ بن چکے ہیں۔ تو پھر ہم اپنے پروردگار کو کیسے راضی کرسکتے ہیں۔ پروردگار کی بغاوت بھی ہو اور اس کی رضا بھی مل جائے؟ حیرت ہے!

اللہ کا شکر ادا کرو

وَاشۡكُرُوۡا لِلّٰهِ الخ اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے حلال اور حرام کو واضح فرمادیا پھر ہم

نے حلال چیزوں کو استعمال کیا۔ان سے اپنے بدن کے لیے قوت وطاقت حاصل کی۔اہل ایمان کے لیے حلال و پاکیزہ چیزوں کی ہی کیا کمی ہے جو وہ حرام کی طرف التفات کریں،اللہ تعالیٰ نے حلال چیزوں کی نعمت عطا فرمائی اوراس میں ایسے ایسے ذائقے پیدا کئے کہ ہر ہر لقمے پر دل وجان بے ساختہ الحمدللہ،سبحان اللہ پکارتے ہیں۔آپ حلال جانوروں کو ہی لیجئے ان کے گوشت سے سینکڑوں طرح کے سالن بنائے جاتے ہیں اور ہر سالن کا ذائقہ جدا اورانوکھا ہوتا ہے،پھلوں میں انار اور انگور کی اپنی مٹھاس ہے،سیب کی جدا حلاوت ہے،آم کا ذائقہ سب سے الگ علی ہذا القیاس،تو پھر کیوں نہ اپنے عظیم پروردگار کا شکرادا کیا جائے جس نے اس طرح کی لاتعداد پاکیزہ وطیب نعمتیں وافر مقدار میں پیدا کیں۔خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:''وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا.'' اگر تم اس کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو ہرگز شمار نہ کرسکو۔حق تو یہ ہے کہ جو اللہ کے سچے بندے ہیں ان کی شکرگزاریوں کی کوئی حد نہیں۔

عبدیت کیا ہے؟

إن كنتم إياه تعبدون الخ آخر میں بندگی کی شرط بھی لگادی کہ اگر سچے بندے ہو اور اللہ تعالیٰ کو اپنا پروردگار اور خود کو اس کا مطیع وفرماں بردار سمجھتے ہو تو پھر حدود اللہ کو قائم رکھو،انہیں توڑنے کی کوشش نہ کرو۔اس کا ایک اور مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری تو صرف اس کے بندے ہی کیا کرتے ہیں،جنہیں اپنے رب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور ان کی زندگی کسی ضابطے اور قاعدے کی پابند نہیں ہوتی تو انہیں حلال وحرام کی تمیز بھی نہیں ہوتی،جب حلال وحرام کی تمیز ہی اٹھ گئی تو اب شکرگزاری کا سوال کہاں سے پیدا ہو؟ اللہ تعالیٰ ہر صاحبِ ایمان کو ایسے حال سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنے شکرگزار بندے بنالے۔

خلاصہ

- ہر صاحبِ ایمان پر لازم ہے کہ وہ حدود اللہ کو قائم رکھے اُنہیں پامال نہ کرے۔
- حلال و پاکیزہ رزق استعمال کرے تاکہ اس میں اچھے خیالات اور اعلیٰ کردار کی پرورش ہو اور حرام سے خود بھی بچے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچائے۔
- اللہ کی نعمتوں پر ہر دم شکرادا کرتا رہے،ادائے شکر سے کبھی غفلت نہ برتے غفلت برتنے پر شدید عذاب کی وعید ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْد.'' ''اگر تم شکرادا کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو پھر میرا عذاب بھی بہت سخت ہے''۔
- بندگی کی اصل روح یہی ہے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا اس سے رک جائے جہاں اجازت دی اسے کر گزرے اور جہاں کسی کام کے کرنے کا حکم دیا اس کی بجاآوری میں کوتاہی نہ کرے۔